



محدث فتاویٰ
ISLAMIC RESEARCH COUNCIL

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بر منعم سے محمد اسلم اور ارشاد لکھتے ہیں آپ قانون شفعہ پر شریعت کے مطابق روشنی ڈالیں کہ اسلام میں شفعہ جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کس کو اور کن حالات میں شفعہ اسلام میں کتنے عرصہ تک کرنا جائز ہے۔ کچھ دن یا مہینے یا سال تک؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

!الحمد لله، والصلاة والسلام على رسول الله، أما بعد

شفعہ شریعت میں اس حق کو کہتے ہیں جو کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے مقابلے میں کسی غیر منقولہ جائیداد کو خریدنے میں رکھتا ہے۔ غیر منقولہ جائیداد میں زمین، مکان، دکان، کنواں اور تالاب وغیرہ شامل ہیں۔ اسلام میں شفعہ درج ذیل تین آدمیوں کے لئے کرنا جائز ہے۔

۱۔ شریک: وہ شخص جو کسی دوسرے آدمی کی زمین یا مکان میں شریک ہے اور وہ جائیداد تقسیم نہیں ہوئی ایسی صورت میں اگر وہ شخص اپنے حصے کی جائیداد فروخت کرتا ہے تو اس کے دوسرے ساتھ کو یہاں شفعہ کا حق حاصل ہے یعنی عدالت میں یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ میں اس جائیداد کو خریدنے کا زیادہ حق رکھتا ہوں کیونکہ میں اس میں شریک ہوں۔

۲۔ خلیط: وہ شخص ہے جو کسی جائیداد کے مالک کے ساتھ شریک تو نہیں لیکن مشترکہ چیزوں میں وہ دونوں ایک طرح کا حق رکھتے ہیں مثلاً دونوں کا راستہ ایک ہے، پانی مشترک ہے۔ ان میں سے اگر ایک جائیداد فروخت کرتا ہے تو دوسرے کو اس کے خریدنے کا زیادہ حق ہے۔ کوئی غیر شخص خریدے تو یہ شخص اس کے خلاف حق شفعہ کا دعویٰ دائر کر سکتا ہے۔

یہ دونوں صورتیں تو متفق علیہ ہیں۔ ان میں کوئی اختلاف نہیں لیکن تیسری شکل میں اختلاف ہے۔

۳۔ جار: یعنی پڑوس کی وجہ سے کسی کو شفعہ کا حق حاصل ہو جائے۔ مثلاً دونوں کی زمین ایک دوسرے سے متصل ہے، مکان ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے ہیں تو یہاں پڑوسی کو دوسروں کے مقابلے میں خریدنے کا استحقاق ہوگا لیکن علماء کے نزدیک جب رسول اکرم ﷺ نے یہ فرمایا کہ

“(الشفعة في كل مال لم يقسم فاذا وقت الهدود حرمت الطرق فلا شفعة)۔ (فتح الباری ج ۵ کتاب الشفعة باب الشفعة في كل مال لم يقسم ص ۱۹۲ رقم الحديث ۲۲۵۷)

”یعنی شفعہ تو اس غیر منقولہ جائیداد میں ہے جو شرکاء میں تقسیم نہیں ہوئی۔ جب حدود متعین ہو جائیں اور رستے مختلف ہو جائیں تو پھر شفعہ کا حق نہیں۔“

تو اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب جائیداد تقسیم ہو جائے اور رستے بھی الگ الگ ہوں تو پھر شفعہ کا حق باقی نہیں رہتا جب کہ دوسروں کے نزدیک پڑوسی کو شخص متصل ہونے کی وجہ سے شفعہ کا حق مل جائے گا۔

جو جائیداد مسجد یا کسی مذہبی اور خیراتی ادارے کے لئے وقف کی گئی ہو اس میں حق شفعہ نہیں ہوگا اسی طرح جو جائیداد حکومت کسی قانون کے تحت حاصل کرے اس میں بھی حق شفعہ نہیں ہوگا۔

جہاں تک شفعہ کے وقت کا تعلق ہے تو جو آدمی موجود ہو اسے جو نبی اس جائیداد کے فروخت ہونے کا علم ہو تو اسے فوراً شفعہ کر دینا چاہئے یا گواہ بنا کر حق شفعہ کا دعویٰ دائر کرنے کا اعلان کر دینا چاہئے اور جو شخص غیر حاضر ہے یا اسے اس سودے کا علم نہیں ہوا تو اسے جب پتہ چلے یا جب وہ واپس آئے تو اسے شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔ اگر علم ہونے کے باوجود اس نے نہ دعویٰ کیا نہ گواہوں کے سامنے اعلان یا اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ حق شفعہ کرے گا تو بعد میں ایسے شخص کو حق شفعہ حاصل نہ رہے گا اسے علم ہوتے ہی فوراً اپنے ارادے کا اظہار کرنا چاہئے تھا۔ شفعہ کے حق کے تبصرے میں اصل بنیاد وہ حدیث ہے جو ہم نے اوپر بیان کی ہے۔

پاکستان میں حق شفعہ کے سابقہ قوانین شریعت اسلامیہ کے مطابق نہ تھے۔ ایک انگریز حکومت کے زمانے کا قانون تھا یعنی حق شفعہ پنجاب مجریہ ۱۹۳۱ء کا ایکٹ نمبر ۱۔ دوسرا شفعہ شمالی مغربی سرحدی صوبہ مجریہ ۱۹۵۰ء کا ایکٹ نمبر ۱۲۔

اب موجودہ حکومت نے شفعہ کا آرڈر مجریہ ۱۹۸۰ء جاری کیا ہے جو اسلامی مشاورتی کونسل نے شریعت اسلامی کی روشنی میں تیار کیا ہے اس کے نفاذ کے ساتھ ہی پہلے تمام قوانین اور ایکٹ جو شفعہ کے بارے میں تھے وہ منسوخ کر دیئے گئے ہیں۔

هذا ما عندني والله اعلم بالصواب

فتاویٰ صراط مستقیم

